بسم الله الرحمن الرحیم

احد

مؤلف:

پژوہشکدہ حج وزیارت

مترجم:

سید مرضیہ عابدی

کتاب کا نام: احد

مؤلف: پژوہشکدہ حج وزیارت

مترجم: سیدہ مرضیہ عابدی

مصحح: سید اصغر علی کاظمی

نظر ثانی: سید مبین حیدر رضوی

پبلشر: موسسہ فرہنگی ہنری مشعر

ایڈیشن: فروری ۲۰۱۵ء

تعداد:

قیمت:

مشعر کے ہول سیلرز:

تہران: ٹیلیفون نمبر: ۶۴۵۱۲۰۰۳ ـ ۰۲۱

قم: ٹیلیفون نمبر: ۳۷۸۳۸۴۰۰ ـ ۰۲۵

فہرست

احد ۷

غزوہ احد: ۸

قریش کا لشکر.. ۱۰

جنگ کا آغاز ۱۱

فتح: ۱۱

مسلمانوں کی شکست ۱۲

جنگ کا انجام ۱۳

شہدائے احد : ۱۶

۱۔حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب: ۱۶

۲۔حنظلہ غسیل الملائکہ : ۱۶

۳۔عمر ابن جموح : ۱۷

۴۔مصعب ابن عمیر: ۱۸

۵۔عبداللہ ابن جحش : ۱۸

۶۔شمّاس ابن عثمان : ۱۸

حضرت حمزہ اور دیگر شہدائے احد کی زیارت کی فضیلت: . ٢٣

جنگ احد کے دیگر شہداء کی زیارت :............... ٢٤

احد

"احد" مدینہ شہر کے شمال میں موجود چھوٹے بڑے پہاڑوں کے ایک مجموعے کا نام ہے جو تقریبا ۶۰۰۰ میٹر لمبا ہے یہ پہاڑ مشرق سے مغرب کی طرف پھیلا ہوا ہے اور مسجد نبوی سے ساڑھے پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

معمولاً اس کا رنگ سرخ مائل بہ خاکی ہے پرانے زمانے میں کوہ احد اور مدینہ کے درمیان والی جگہ غیر آباد اور وسیع دشت کی صورت میں تھی اور صرف کچھ جگہوں پر کھیتی باڑی کی جاتی تھی ۔ لیکن آج کے دور میں شہروں کے پھیلاؤ کی وجہ سے وہ وسیع بیابان جو مدینہ کی تاریخ اور اس پر قریش کے حملوں کی بہت سی تاریخی اسناد کا حامل تھا، آہستہ آہستہ عمارتوں میں گھرتا چلا گیا اور فراموشی کے گہرے سمندر میں جا ڈوبا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پہاڑ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ھذا جبل احد یحبنا ونحبہ" یہ احد کا پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

احد کے جنوب میں ایک چھوٹا سا پہاڑ واقع ہے جسے " کوہ رمات " یا "عینین " کہتے ہیں اور یہ وہی پہاڑ ہے جہاں رسول خدا ﷺ نے جنگ احد میں تیر اندازوں کے ایک دستے کو مقرر فرمایا تھا کیونکہ اس پہاڑ کے شمالی دامن میں پانی کے دو چشمے موجود ہیں اس پہاڑ کو "عینین" یا "عینان"کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔

غزوہ احد:

جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح اور مدینہ و عراق کی جانب سے مکہ والوں کی تجارتی گذرگاہ کی ناکہ بندی کے امکان نے مشرکین کو سخت غضبناک کر دیا اور وہ انتقام کی راہیں تلاش کرنے لگے۔

صفوان ابن امیہ اور عکرمہ ابن ابو جہل نے ابوسفیان کو یہ مشورہ دیا کہ جنگ کے اخراجات قریشی اپنے ذمے لے لیں ابوسفیان نے یہ مشورہ مان لیا جس کے نتیجے میں وہ لوگ بہترین وسائل اور طاقتور فوج کے ساتھ مدینہ کی طرف چل پڑے رسول اکرم ﷺ کے چچا عباس نے جو اس وقت تک مکہ میں ہی زندگی گذار رہے تھے اس بات کی خبر پا کر ایک خط کے ذریعے آپؐ کو اس سازش سے آگاہ کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے دو افراد کو مدینہ کے اطراف میں بھیجا اور قریش کی پوزیشن کے بارے میں اطلاعات منگوائیں۔دشمن لشکر جمعرات کے دن پانچ شوال سال تیسری ہجری مدینہ کے شمال میں موجود " وادی عقیق "کے راستے احد کے علاقے میں داخل ہو گیا اور وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مکہ ،مدینہ کے جنوب میں واقع ہے دشمن کامدینہ کے شمال سے اندر داخل ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وادی "القری" کا عظیم اور طولانی درّہ جو شام کے تجارتی راستے کو یمن سے ملاتا ہے ،عرب اور یہودی قبائل کو اپنے بعض علاقوں کے اندر جہاں زندگی بسر کرنے کے امکانات موجود تھے ،اپنے دامن میں لیے ہوئے تھا ان قبائل نے اپنے اطراف میں پتھروں کے حصار قائم کرکھے تھے۔

اس کے علاو مدینہ تین طرف سے گھوڑے کی نعل کی شکل میں پہاڑوں اور سنگلاخ زمینوں کے حصار میں تھا جس کی وجہ سے دشمن کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ جنوب سے شمال کی طرف مدینہ کا چکر کاٹ کر شمالی سمت سے مدینہ میں داخل ہو جہاں کی زمین بھی ہموار تھی اور کوئی نخلستان بھی وہاں موجود نہیں تھا لہٰذا یہ راستہ دشمنوں کے لئے سب سے مناسب تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے اصحاب کے ساتھ مشورہ کے بعد شہر سے باہر نکلنے کا فیصلہ کیا لہٰذا جمعہ کے دن نماز کے بعد آپؐ ایک ہزار افراد کے لشکر کے ساتھ احد کی جانب چل پڑے اور مختصر ترین راستے کا انتخاب کیا ۔رسول اللہ ﷺ نے خود بھی زرہ پہن رکھی تھی۔ آپؐ کے لشکر میں پندرہ سالہ جوان سے لیکر عمر رسیدہ بوڑھوں تک سب موجود تھے۔

۷ شوال سنہ تین ہجری کی صبح لشکر اسلام اور قریش کا حملہ آور لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوگئے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے لشکر کا پڑاؤ ایسی جگہ ڈالا جسکی پشت پر ایک قدرتی محافظ یعنی کوہ احد موجود تھا بائیں طرف ایک چھوٹا سا پہاڑ جو "کوہ عینین" نام رکھتا تھا

اور بعد میں "جبل الرماۃ" کے لقب سے مشہور ہو گیا، موجود تھا اس پہاڑ کے اوپر سے اطراف کے سارے دشت و بیابان پر نظر تھی اور مدینہ اس کے سامنے تھا رسول خدا ﷺ نے عبداللہ ابن جبیر کو تقریباً پچاس تیر اندازوں کے ساتھ اس ٹیلے "کوہ عینین" پر مقرر فرمایا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: "تم لوگ تیر پھینک کر دشمن کو دور ہٹانا تاکہ وہ پچھلی جانب سے ہمیں دھوکہ دے کر لشکر پر حملہ نہ کر دیں ہم اس جنگ میں جیتیں یا ہاریں تم لوگوں کو یہ جگہ خالی نہیں کرنی" رسول اللہ ﷺ کی تیر اندازوں کو یہ تاکید کہ وہ بالکل اپنی جگہ سے نہ ہلیں ، جنگی اصولوں سے آپؐ کی مکمل واقفیت کی دلیل ہے۔اس کے بعد آپؐ نے سپاہیوں سے خطاب فرمایا اور ان کو منظم کیا۔

قریش کا لشکر

ابوسفیان نے ابھی اپنے لشکر کو جو تین ہزار سے زیادہ افراد تھے چند حصوں میں تقسیم کر دیا۔

- زرہ پوش، پیادہ فوج کو درمیان میں کھڑا کیا۔
- خالد ابن ولید کی سرپرستی میں ایک لشکر دائیں جانب مقرر کیا۔
- ایک دستے کو عکرمہ کی سرپرستی میں بائیں جانب مقرر کیا۔
- ایک دستہ جوان دستوں کے علمبردار افراد پر مشتمل تھا اس کو فوج کے آگے کھڑا کیا۔

جنگ کا آغاز

قبیلہ اوس کے ایک فرد ابو عامر کے ذریعے جنگ شروع ہوئی جو اسلام کی مخالفت کے باعث مدینہ سے فرار کر کے مکہ میں پناہ لے چکا تھا۔

فتح:

جنگ کو شروع ہوئے ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ لشکر اسلام کے عظیم سردار حضرت علیؑ، حضرت حمزہ (رسول خداؐ کے چچا)، ابودجانہ اور مصعب جیسے افراد کے سبب لشکر قریش نے اپنا اسلحہ اور غنائم زمین پر پھینکے اور ذلت وخواری کے ساتھ فرار کی راہ اختیار کی۔
طے یہ پایا تھا کہ جنگ کے دوران جب دشمن پیچھے سے حملہ کرنا چاہے تو کوہ عینین پر موجود تیر انداز ان پر حملہ کر کے ان کو دور کر دیں لیکن افسوس کہ دشمن کی شکست دیکھتے ہی مسلمانوں نے ہتھیار زمین پر پھینکے اور غنائم جمع کرنے لگے اور اپنے خیال میں خود کو فاتح سمجھنے لگے۔
جب دشمن نے دیکھا تو نگہبانوں کی کمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک دائرہ وار حملے کے ذریعے باقی ماندہ تیر اندازوں کو بھی شہید کر دیا اور پشت سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا خالد ابن ولید اور عکرمہ ابن ابوجہل

نے حساس جنگی نقاط پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد قریش کے بھاگے ہوئے فوجیوں کو بھی مدد کے لئے بلا لیا اور بہت کم وقت میں مسلمانوں کی نامنظّم صفوف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ قریش کا لشکر واپس مڑا اور آگے اور پیچھے سے مسلمانوں کو اپنے محاصرہ میں لے لیا اور جنگ دوبارہ شروع کردی۔

مسلمانوں کی شکست

اس دوران لشکر اسلام عجیب قسم کی بدنظمی کا شکار ہوگیا بعض افراد مختلف گروہوں کی صورت میں رسول خداﷺ کے دفاع میں مشغول تھے۔ بعض افراد گروہ گروہ فرار کا راستہ اختیار کرنے لگے کچھ دیر نہ گزری کہ مسلمانوں کو بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا، اسی دوران ایک جھوٹی خبر پھیل گئی، "الا قد قتل محمدؐ"، اے لوگو محمدؐ قتل ہوگئے۔

اس خبر نے دشمن کے حوصلے بڑھا دیے اور مسلمانوں کی کچھ تعداد کو شدید مایوس کردیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے کام اور زیادہ سخت ہوگیا رسول خداؐ خود بھی اپنی زخمی پیشانی اور شکستہ دندان مبارک کے ساتھ مضبوطی اور استقامت سے اسلام کا دفاع کرتے رہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جنگ کے میدان میں دشمن سے نزدیک ترین شخص رسول اکرمؐ تھے اور جب بھی جنگ سخت ہو جاتی تو وہ ہمیں پناہ دیتے تھے"۔

رسول خداﷺ کا دفاع کرنے والوں کی تعداد بھی کچھ افراد سے زیادہ نہ تھی، حضرت علیؑ اپنے تمام تر وجود کے ساتھ آپؐ کے گرد چکر

لگاتے رہے اور دشمنوں کو جہنم واصل کرتے جا رہے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام خود فرماتے ہیں جب قریش کے لشکر نے ہم پر حملہ کر دیا تو انصار و مہاجرین نے اپنے گھر کی راہ لی اور میں ستر زخموں کے ساتھ آپؐ کا دفاع کرتا رہا۔ یہ کہہ کر حضرت علیؑ نے اپنی قبا کو ہٹا کر وہ زخم دکھائے جنکے نشان باقی رہ گئے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے ایسی زبردست جنگ کی کہ آپؑ کی تلوار ٹوٹ گئی اور آسمان سے یہ ندا سنائی دی۔ "لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار"، ذوالفقار جیسی کوئی تلوار اور علیؑ جیسا کوئی مرد نہیں ہے۔

ابن ہشام دشمن کے مارے گئے افراد کی تعداد ۲۲ بتاتا ہے جن میں سے بارہ حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ حضرت حمزہ (رسول خدا ﷺ کے چچا)، ابودجانہ اور ام عامر جن کا نام نسیبہ تھا ایسے افراد تھے جو رسول خدا ﷺ کے گرد انکا دفاع کرتے رہے۔

جنگ کا انجام

حضرت علی علیہ السلام اور دوسرے یاران رسول خدا ﷺ کا ایثار اور فداکاری اس بات کا سبب بنی کہ آپؐ ایک اٹل خطرے سے نجات حاصل کر سکیں۔ آپؐ اور آپؐ کے ساتھی آہستہ آہستہ "شعب احد" کی جانب چل پڑے ارد گرد موجود دوسرے مسلمان بھی آپؐ کو زندہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپؐ کے سامنے شرمندگی محسوس کرنے لگے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنی ڈھال کو پانی سے بھرا اور رسول خدا ﷺ نے اس سے اپنا سر اور چہرا مبارک دھویا اس کے بعد آپؐ نے

یہ جملہ فرمایا :

خدا کا غضب ہو ایسی امت پر جس نے اپنے رسول ﷺ کے چہرے کو خون سے آلودہ کیا۔

نماز ظہر اور عصر کا وقت ہوگیا اور رسول اللہ ﷺ نے شدید کمزوری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا کی اور دوسروں نے بھی ان کی اقتداء کی دشمن نے بھی فتح کے غرور میں میدان جنگ کو ترک کر دیا اور مکہ کی راہ لی۔

مسلمانوں کے شہداء کی تعداد قریش کے ہلاک ہونے والوں کی تعداد سے تین گناہ زیادہ تھی۔ دشمنوں نے مسلمانوں کے بعض جنازوں کو "مثلہ" کر دیا یعنی ان کے کان اور ناک کاٹ دیے جسکی وجہ سے میدان جنگ دلخراش مناظر کا نمونہ بن گیا۔

رسول اللہ ﷺ دیگر مسلمانوں کے ساتھ میدان جنگ میں آئے اور تقریباً ۷۰ شہداء کی تدفین انجام دی۔ جب آپؐ کی نظر اپنے چچا حضرت حمزہ کے مثلہ شدہ جنازے پر پڑی تو آپؐ کو شدید دکھ ہوا پھر آپؐ نے سب شہداء کے جنازوں پر نماز جنازہ پڑھی اور سب کو ایک ایک یا دو دو کو ایک ساتھ دفن کر دیا۔

غروب کے وقت رسول اللہ ﷺ اور باقی ماندہ افراد مدینہ واپس پلٹ گئے جب کہ بہت سے گھروں سے داغ دیدہ ماؤں اور بے شوہر بیویوں کی آہ وفریاد بلند ہو رہی تھی ۔

مدینے کے منافق اور یہودی اس شکست سے بے حد خوش ہوئے لہٰذا اس بات کا امکان پایا جاتا تھا کہ داخلی دشمن مسلمانوں کے لئے کوئی

مشکل پیدا کر سکتا ہے ۔اس حساس موقع پر سول اللہ ﷺ کو خدا کی طرف سے یہ حکم ملا کہ اگلے روز رات کے وقت وہ دشمن کے پیچھے جا ئیں رسول اکرم ﷺ کے منادی نے یہ خبر لوگوں تک پہنچائی اور شہر میں اعلان ہوگیا کہ فقط وہ افراد ہمارے ساتھ آئیں جو جنگ احد میں شریک تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے لشکر کے ساتھ سفر کا آغاز کیا اور مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر "حمراء الاسد" کے مقام پر ٹھہر گئے۔ رات کو آپؐ نے حکم دیا کہ بیابان کے مختلف حصوں میں آگ جلائی جائے تاک دشمن یہ سمجھے کہ ہماری تعداد احد سے زیادہ ہے رسول اکرم ﷺ کی اس جنگی سیاست کے سبب ابوسفیان اور اس کے لشکری جو یہ ارادہ کر چکے تھے کہ دوبارہ مدینے پر حملہ کریں مایوس ہو گئے اور اپنے اس ارادے کو بدلنے پر مجبور ہو گئے۔

بالآخر احد کی جنگ ستر (۷۰) یا چوہتر (۷۴) یا ایک اور قول کے مطابق اکیاسی (۸۱) شہداء کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔ ہم ابن ہشام کے سیرہ سے نقل کرتے ہوئے چوہتر شہداء کے بارے میں اشارہ کریں گے۔

شہدائے احد

۱۔ حضرت حمزہ ابن عبد المطلب :

حضرت حمزہ رسول خدا ﷺ کے چچا تھے ان کا شمار عرب کے شجاع افراد میں ہوتا تھا انہوں نے جنگ بدر میں بھی شرکت کی اور قریش کے بڑے بہادر " شیبہ " اور دوسرے افراد کو واصل جہنم کیا جنگ احد میں بھی وہ بہت دلیری سے لڑے اور بالآخر " وحشی " نامی شخص کے ہاتھوں شہادت کا درجہ پایا شہادت کے بعد ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے آپ کا سینہ مبارک چیر کر آپ کا جگر باہر نکال لیا اور دانتوں میں چبا ڈالا ان کے جنازے کو بھی مثلہ کیا گیا۔ رسول اکرم ﷺ یہ منظر دیکھ کر شدت سے رو پڑے اور اپنی عبا اتار کر ان کے جنازے پر ڈالی۔

حضرت حمزہ کو اسد اللہ ، اسد رسول اللہ ﷺ اور سید الشہداء کا لقب ملا۔

۲۔ حنظلہ غسیل الملائکہ :

حنظلہ ابی عامر کے بیٹے تھے ان کا باپ رسول خدا ﷺ کا دشمن ، اسلام کا سخت مخالف اور مسجد ضرار بنانے والوں میں سے ایک تھا۔

لیکن حنظلہ ایک اچھے اور با فضیلت مسلمان تھے ، جنگ احد والے روز کی رات کو ان کی شادی ہوئی جہاد کا حکم پہنچنے پر انہوں نے رسول

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک رات کی مہلت مانگی اور اگلے دن میدان جنگ میں حاضر ہوگئے انہوں نے بہت دلیری کے ساتھ اپنی تلوار ابو سفیان کی طرف پھینکی لیکن اسے نہ لگی۔اس کے بعد دشمن کی طرف سے ایک نیزہ آیا جس نے انہیں زمین پر گرا دیا اور تقریباً ۲۴ سال کی عمر میں شہید ہوگئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نے دیکھا ہے کہ فرشتوں نے حنظلہ کو غسل دیا ہے" یہی وجہ کی وہ حنظلہ "غسیل الملائکہ" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

۳۔ عمر ابن جموح:

عمرو ابن جموح نے اپنے چار بیٹوں کو اسلام سے دفاع کے لئے میدان جنگ بھیجا اور خود بھی رشتہ داروں کی مخالفت کے باوجود اپنے لنگڑے پاؤں کے ساتھ کہ جس کی وجہ سے جہاد کا حکم ان سے اٹھا لیا گیا تھا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شہادت کی آرزو کی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" خدا تمہارا عذر قبول کرتا ہے" لیکن انکے بے حد اصرار کے سبب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جنگ کی اجازت دیدی۔ وہاں سے باہر آتے وقت وہ یہ دعا کر رہے تھے:

"اللھم ارزقنی الشھادۃ ولا تردنی الی اھلی"

خدایا مجھے توفیق دے کہ تیری راہ میں مارا جاؤں اور گھر واپس لوٹ کر نہ جاؤں بالآخرہ وہ دلیرانہ لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔

۴۔ مصعب ابن عمیر:

وہ مکہ کے امیر خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے بعثت کے بارہویں سال آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی اور رسول اکرم ﷺ کی طرف سے بطور مبلغ مدینہ بھیجے گئے۔ وہ مدینہ کے بہت سے لوگوں کو دعوت اسلام دینے میں کامیاب ہو گئے۔ قد و قامت میں رسول اکرم ﷺ جتنے تھے اور بیالیس سال کی عمر میں شہادت کے دم تک رسول اکرم ﷺ اور اسلام کے وفادار تھے۔

۵۔ عبداللہ ابن جحش:

عبداللہ مکہ میں رسول اکرم ﷺ پر ایمان لائے اور حبشہ کی طرف ہجرت کی، اس کے بعد مدینہ کی جانب ہجرت کی۔ زینب بنت جحش انہی کی بہن ہیں جن سے رسول اکرم ﷺ نے شادی کی تھی۔ شہادت کے وقت ان کی عمر چالیس سال سے زیادہ نہیں تھی۔

۶۔ شمّاس ابن عثمان:

شمّاس کا شمار حبشہ اور مدینہ کے مہاجرین میں ہوتا ہے۔ وہ بدر اور احد کے مجاہدوں میں سے تھے جنگ احد میں زخمی ہو گئے اور انہیں رسول اکرم ﷺ کے گھر لایا گیا لیکن علاج موثر واقع نہ ہوا اور شہید ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ان کا جنازہ احد میں واپس لے جایا جائے اور دوسرے شہداء کے ساتھ دفن کیا جائے۔ شہادت کے وقت شمّاس کی عمر چونتیس سال سے زیادہ نہ تھی۔

۷ ۔ عمرو بن مُعاذ

۸ - حارث بن انس،
۹ - عُمارة بن زیاد
۱۰ - سَلَمَة بن ثابت
۱۱ - عمرو بن ثابت بن وَقْش
۱۲ - ثابت بن وَقْش
۱۳ - رفاعة بن وقش
۱۴ - حسیل بن جابر
۱۵ - ابوحذیفه یمان
۱۶ - صیفی بن قیظی
۱۷ - حَباب بن قیظی
۱۸ - عبّاد بن سہل
۱۹ - حارث بن اِوْس بن معاذ
۲۰ - إیاس بن اِوس
۲۱ - عُبید بن تیّہان
۲۲ - حبیب بن یزید
۲۳ - یزید بن حاطب
۲۴ - ابوسفیان بن حارث
۲۵ - قیس بن زبیده
۲۶ - مالک بن اِمه
۲۷ - اُنیس بن قتاده
۲۸ - ابوحیّة بن عمرو

۲۹- عبداللہ بن جبیر (رمات کے ٹیلے پر تیر اندازوں کے سپہ سالا)

۳۰ - خیثمۃ بن خیثمہ

۳۱ - عبداللہ بن سَلَمَہ

۳۲ - سُبیع بن حاطب

۳۳ - عمرو بن قیس

۳۴ - قیس بن عمرو

۳۵ - ثابت بن عمرو

۳۶ - عامر بن مخلّد

۳۷ - مالک بن ایاس

۳۸ - ابوہبیرۃ بن حارث

۳۹ - عمرو بن مُطرف

۴۰ - اوس بن ثابت (حسان بن ثابت کے بھائی)

۴۱ - انس بن نَضر

۴۲ - قیس بن مخلّد

۴۳ - سلیم بن حارث

۴۴ - نعمان بن عبد عمرو

۴۵ - خارجۃ بن زید

۴۶ - سعد بن ربیع

۴۷ - اِوس بن ارقم

۴۸ - مالک بن سنان (ابوسعید خدری کے والد)

۴۹ - سعید بن سُوَید

۵۰ - عتبہ بن ربیع

۵۱ - ثعلبہ بن سعد

۵۲ - ثقف بن فَروۃ

۵۳ - عبداللہ بن عمرو

۵۴ - ضَمُرہ

۵۵ - نَوفَل بن عبداللہ

۵۶ - عباس بن عبادہ

۵۷ - نعمان بن مالک

۵۸ - مجذّر بن زیاد بَلَوی

۵۹ - عبادۃ بن الحساس

۶۰ - رفاعۃ بن عمرو

۶۱ - عبداللہ بن عمرو بن حرام

۶۲ - عمرو بن جَموح

۶۳ - خلاد بن عمرو بن جَموح

۶۴ - ابوایمن

۶۵ - سلیم بن عمرو

۶۶ - عنترہ

۶۷ - سہل بن قیس

۶۸ - ذَکوان بن عبدقَیس

۶۹ - عبید بن معلیٰ

۷۰ - مالک بن ثمیلہ

۷۱ - حارث بن عدی

۷۲ -ایاس

۷۳ - ایاس بن عدی

۷۴ - عمرو بن ایاس

حضرت حمزہ اور دیگر شہدائے احد کی زیارت کی فضیلت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"جو میری زیارت کرے لیکن میرے چچا حمزہ کی زیارت نہ کرے اس نے مجھ پر جفا کی"۔

شیخ مفید (قدس سرہ) نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کرنے کا حکم دیتے تھے اور اہتمام کے ساتھ ان کی اور دیگر شہداء کی زیارت کو جاتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت فاطمہؑ ان کی زیارت کے لئے مسلسل جاتی تھیں۔

ان کی زیارت اس طرح سے نقل کی گئی ہے:

اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا خَيْرَ الشُّهَداءِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا اَسَدَ اللّٰهِ وَاَسَدَ رَسُولِهِ، اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ جاهَدْتَ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَجُدْتَ بِنَفْسِكَ، وَنَصَحْتَ رَسُولَ اللّٰهِ، وَ كُنْتَ فِيما عِنْدَ اللّٰهِ سُبْحانَهُ راغِباً، بِأَبِي اَنْتَ وَاُمِّي، اَتَيْتُكَ مُتَقَرِّباً اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِزِيارَتِكَ، وَمُتَقَرِّباً اِلى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِذلِكَ، راغِباً اِلَيْكَ فِي الشَّفاعَةِ، اَبْتَغِي بِزِيارَتِكَ خَلاصَ نَفْسِي مُتَعَوِّذاً بِكَ مِنْ

نارٍ اسْتَحَقَّها مِثْلِي بِما جَنَيْتُ عَلى نَفْسي ، هارِباً مِنْ ذُنُوبِي الَّتِي احْتَطَبْتُها عَلى ظَهْرِي، فَزِعاً إِلَيْكَ رَجاءَ رَحْمَةِ رَبِّي، اَتَيْتُكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ، طالِباً فَكاكَ رَقَبَتِي مِنَ النّارِ، وَقَدْ اَوْقَرَتْ ظَهْرِي ذُنُوبِي، وَ اَتَيْتُ ما اَسْخَطَ رَبِّي، وَلَمْ اَجِدْ اَحَداً اَفْزَعُ إِلَيْهِ خَيْراً لِي مِنْكُمْ اَهْلَ بَيْتِ الرَّحْمَةِ، فَكُنْ لِي شَفِيعاً يَوْمَ فَقْرِي وَحاجَتِي، فَقَدْ سِرْتُ إِلَيْكَ مَحْزُوناً، وَاَتَيْتُكَ مَكْرُوباً، وَسَكَبْتُ عَبْرَتِي عِنْدَكَ باكِياً ، وَصِرْتُ إِلَيْكَ مُفْرَداً، وَاَنْتَ مِمَّنْ اَمَرَنِيَ اللّٰهُ بِصِلَتِهِ، وَحَثَّنِي عَلى بِرِّهِ، وَ دَلَّنِي عَلى فَضْلِهِ، وَهَدانِي لِحُبِّهِ، وَرَغَّبَنِي فِي الْوِفادَةِ إِلَيْهِ، وَاَلْهَمَنِي طَلَبَ الْحَوائِجِ عِنْدَهُ، اَنْتُمْ اَهْلُ بَيْتٍ لا يَشْقى مَنْ تَوَلّاكُمْ، وَلا يَخِيبُ مَنْ اَتاكُمْ، وَلا يَخْسَرُ مَنْ يَهْوَاكُمْ، وَلا يَسْعَدُ مَنْ عاداكُمْ.

جنگ احد کے دیگر شہداء کی زیارت :

اَلسَّلامُ عَلى رَسُولِ اللّٰهِ ، اَلسَّلامُ عَلى نَبِيِّ اللّٰهِ ،اَلسَّلامُ عَلى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَلسَّلامُ عَلى اَهْلِ بَيْتِهِ الطّاهِرِينَ، اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا الشُّهَداءُ الْمُؤْمِنُونَ، اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ يا اَهْلَ بَيْتِ الْايمانِ وَالتَّوْحِيدِ ، اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ يا اَنْصارَ دِينِ اللّٰهِ وَ اَنْصارَ رَسُولِهِ ، عَلَيْهِ وَ آلِهِ السَّلامُ، سَلامٌ عَلَيْكُمْ بِما صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدّارِ، اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ اخْتارَكُمْ لِدِينِهِ، وَاصْطَفاكُمْ لِرَسُولِهِ، وَاَشْهَدُ اَنَّكُمْ قَدْ جاهَدْتُمْ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهادِهِ، وَ ذَبَبْتُمْ عَنْ دِينِ اللّٰهِ وَعَنْ نَبِيِّهِ ، وَ جُدْتُمْ بِأَنْفُسِكُمْ دُونَهُ ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكُمْ قُتِلْتُمْ عَلى مِنْهاجِ رَسُولِ اللّٰهِ ، فَجَزاكُمُ اللّٰهُ عَنْ نَبِيِّهِ وَ عَنِ الْاسْلامِ وَ اَهْلِهِ اَفْضَلَ الْجَزاءِ ، وَعَرَّفَنا وُجُوهَكُمْ فِي مَحَلِّ رِضْوانِهِ، وَمَوْضِعِ اِكْرامِهِ

مَعَ النَّبِيّينَ وَ الصِّدّيقينَ وَ الشُّهَداءِ والصّالِحينَ، وَحَسُنَ أُولئِكَ رَفيقاً، اَشْهَدُ اَنَّكُمْ حِزْبُ اللهِ، وَاَنَّ مَنْ حارَبَكُمْ فَقَدْ حارَبَ اللهَ، وَ اَنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبينَ الْفائِزينَ، الَّذينَ هُمْ اَحْياءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ، فَعَلى مَنْ قَتَلَكُمْ لَعْنَةُ اللهِ وَ الْمَلائِكَةِ وَ النّاسِ اَجْمَعينَ، اَتَيْتُكُمْ يا اَهْلَ التَّوْحيدِ زائِراً وَ بِحَقِّكُمْ عارِفاً، وَ بِزِيارَتِكُمْ اِلَى اللهِ مُتَقَرِّباً، وَبِما سَبَقَ مِنْ شَريفِ الأَعْمالِ، وَ مَرْضِيِّ الأَفْعالِ عالِماً، فَعَلَيْكُمْ سَلامُ اللهِ وَرَحْمَتُهُ وَبَرَكاتُهُ، وَ عَلى مَنْ قَتَلَكُمْ لَعْنَةُ اللهِ وَ غَضَبُهُ وَ سَخَطُهُ، اَللّهُمَّ انْفَعْني بِزِيارَتِهِمْ، وَثَبِّتْني عَلى قَصْدِهِمْ، وَتَوَفَّني عَلى ما تَوَفَّيْتَهُمْ عَلَيْهِ، وَ اجْمَعْ بَيْني وَبَيْنَهُمْ في مُسْتَقَرِّ دارِ رَحْمَتِكَ، اَشْهَدُ اَنَّكُمْ لَنا فَرَطٌ، وَنَحْنُ بِكُمْ لاحِقُونَ.